درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء فی الصدق والکذب
سچائی (کی تحسین) اور جھوٹ (کی مذمت) کا بیان

حدثنا هناد ثنا ابومعاوية عن الأعمش عن شقيق بن سلمة عن عبدالله بن مسعود قال: قال رسول الله ﷺ: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى الى البر' وإن البر يهدى إلى الجنة وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عندالله صديقاً وإياكم والكذب فإن الكذب يهدى إلى الفجور' وإن الفجور يهدى إلى النار۔ وما يزال العبد يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عندالله كذابا' وفى الباب عن أبى بكر وعمرو عبدالله بن الشخير وابن عمر...... هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سچائی کو تھامے رکھو' کیونکہ سچ بولنا انسان کو بھلائی کی طرف لے جاتا ہے اور بھلائی انسان کو جنت کی طرف لے جاتی ہے۔اور ایک آدمی ہمیشہ کیلئے سچ بولتا رہتا ہے اور کوشش کیساتھ سچائی کو ڈھونڈھتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صدیق'' (یعنی بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔اور جھوٹ سے بچتے رہو۔کیونکہ جھوٹ انسان کو (اللہ تعالیٰ) کی نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے۔اور (اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی انسان کو جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی ہمیشہ کیلئے جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے میں کوشش کرتا ہے' یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''کذاب'' (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے اور اس باب میں حضرت ابوبکر' عمر' عبداللہ بن شخیر اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایات آئی ہیں۔...... یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سچ بولنا تمام نیکیوں کی کنجی ہے: عليكم بالصدق فإن الصدق يهدى إلى البر:

أى الزموا الصدق 'یعنی سچائی کا التزام کرو۔اور سچ بولنا اپنے اوپر لازم کرو۔کیونکہ سچائی ایک ایسی خصلت ہے کہ یہ انسان کو نیکی اور بھلائی کی طرف لے جاتی ہے' ارشاد ربانی ہے۔یایها الذين آمنوا اتقوا الله

وقولوا قولاً سدیداً O یصلح لکم أعمالکم ویغفرلکم ذنوبکم (الایۃ) ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچ وحق بات کہو تو اللہ تعالیٰ آپکے اعمال کو درست فرماوے گا۔ اور آپکے گناہوں کو بخش دیگا۔ اس آیت کریمہ میں بھی زبان کے درست استعمال کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاح اعمال (یعنی دیگر اعمال کی درستگی) اور پھر اس پر گناہوں کی مغفرت کو مرتب کیا گیا ہے جسکا حاصل یہی ہے کہ سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکیوں کی وجہ سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے جو کہ دخول جنت کا سبب ہے۔

ایک حدیث میں اس قسم کا مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! میں اسلام قبول کرتا ہوں لیکن میں زنا بھی کرتا ہوں، شراب بھی پیتا ہوں، چوری بھی کرتا ہوں اور جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ اور میں تمام گناہوں کو دفعتاً یکبارگی نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ درجہ بدرجہ ایک ایک گناہ چھوڑتا جاؤں گا۔ پہلے کون سے گناہ کو ترک کردوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کو جھوٹ ترک کرنے کا حکم دے دیا۔ اس آدمی نے پورے عزم کے ساتھ جھوٹ کو ترک کردیا، جھوٹ ترک کرنے کی وجہ سے وہ آدمی تمام برائیوں سے چھوٹ گیا اور دوسرے گناہوں سے خود بخود منع ہوگیا۔

<u>مقام صدیقیت: حتی یکتب عند اللہ صدیقا:</u> یعنی جب کوئی آدمی سچ بولنے کو اپنی عادت بنا لیتا ہے اور کوشش کے ساتھ سچ کا طلبگار رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آدمی کو صدیقیت کا تمغہ مل جاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''صدیق'' لکھ دیا جاتا ہے۔ صدیقیت وہ مقام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم کو عطا فرمایا، وامہ صدیقہ (الایۃ) اور یا یہ مقام حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبان سے عطا فرمایا۔ اور یا یہ مقام ام المومنین حضرت عائشہؓ کو عطا کیا گیا۔ اور آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول فأولیک مع الذین أنعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین O اور بعض دوسری آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد صدیقیت کا مقام ہے جو کہ شہادت پر بھی مقدم ہے۔ اور یقیناً قرآن وحدیث میں جن ہستیوں کو صدیقیت کا مقام عطا ہوا ہے، وہ انبیاء تو نہیں ہیں، لیکن انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں پر مقدم اور افضل ترین ضرور ہیں۔ اور ہر نبی صدیق ہوتا ہے لیکن ہر صدیق کا نبی ہونا ضروری نہیں ہے۔ حدثنا یحیی بن موسیٰ قال قلت لعبدالرحیم بن ھارون الغسانی حدثکم عبدالعزیز ابن ابی داؤد عن نافع عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: اذا کذب العبدُ تباعد عنہ الملک من نتن ماجاء بہ..... قال یحییٰ: فأقر بہ عبدالرحیم بن ھارون وقال نعم۔ ھذا حدیث غریب لانعرفہ إلا من ھذا الوجہ تفرد بہ عبدالرحیم بن ھارون O۔ ترجمہ: یحیٰ بن موسیٰ نے ہمیں بیان کیا ہے کہ میں نے عبدالرحیم بن ھارون غسانی سے پوچھا کہ تم کو عبدالعزیز بن أبي رواد نے نافع سے اور نافع نے حضرت

ابن عمرؓ سے روایت نقل کی کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ’’جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس سے ایک میل کے فاصلے پر دور چلے جاتے ہیں، اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے جو اس نے بولا‘‘ یحییٰ کہتا ہے کہ عبدالرحیم بن ہارون نے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ’’ہاں‘‘ (یعنی ہاں عبدالعزیز بن ابی رواد نے اس سند کے ساتھ ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے) یہ حدیث حسن غریب ہے، ہم اسے اس طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے ہیں۔ یہ حدیث عبدالرحیم ھارون کا تفرد ہے...... اس حدیث میں بھی جھوٹ کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ جھوٹ بولنے والے سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں، کیونکہ جھوٹی بات سے ان کو بدبو آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے معزز اور نیک مخلوق کراماً کاتبین اور حفظة کو اتنی تکلیف دینا کہ وہ اس کو برداشت نہ کر سکے، کتنی بری بات ہے۔ ان سے حیاء کر کے جھوٹ سے باز آنا چاہیے۔

باب ما جاء في الفحش

بدگوئی اور بے حیائی کا بیان

حدثنا محمد بن عبد الأعلى الصنعاني وغير واحد قالوا ثنا عبد الرزاق عن معمر عن ثابت عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ: ما كان الفحش في شئ الا شانه وما كان الحياء في شئ الا زانه........ وفي الباب عن عائشة قال ابو عيسىٰ هذا حديث حسن غريب لا نعرفه الا من حديث عبد الرزاق.

ترجمہ: حضرت انسؓ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے حیائی اور بدگوئی جس چیز میں بھی موجود ہو تو یہ اسے عیب دار بنا دے گی۔ اور حیاء جس چیز میں بھی ہو تو اسے حسین اور مزین بنا دے گی...... اس باب میں حضرت عائشہؓ سے بھی روایت ہے۔ ابوعیسیٰ (امام ترمذیؒ) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ ہم اسے حدیث عبدالرزاق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔

<u>توضیح وتشریح: ما كان الفحش في شئ الخ:</u>

گناہ کا ہر فعل اور قول جس کی قباحت زیادہ اور سخت ہو وہ فحش کہلاتا ہے۔ اور عام طور پر فاحشہ کا اطلاق زنا پر ہوتا ہے۔ حدیث مذکور میں بھی بدگوئی اور بدخلقی مراد ہے۔

<u>في شئ</u>: اس میں مبالغہ ہے یعنی فحش اور بدگوئی اتنی بری چیز ہے کہ اگر فرضاً یہ خصلت کسی شئی اور جماد میں موجود ہو تو اسے بھی عیب دار بنا دے گا اور حیاء اور خوش خلقی اتنی اچھی خصلت ہے کہ اگر یہ کسی جماد میں بھی ہو تو اسے حسین اور خوبصورت بنا دے گا۔ پھر یہ خوش خلقی اور حیاء جب انسان میں آ جائے تو اسکے حسن وخوبی کا کیا کہنا ایک حدیث میں آیا ہے کہ: بدترین آدمی وہ ہے جس کی بدخلقی اور بدگوئی سے اپنے آپ کو بچانے کی خاطر لوگ اسے چھوڑ جائیں۔

حدثنا محمود بن غيلان ثنا ابو داؤد انا شعبة عن الاعمش قال: سمعت

أبا وائل يحدث عن مسروق عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله ﷺ: خيار كم أحاسنكم اخلاقاً "ولم يكن النبي ﷺ فاحشا ولا متفحشا"...... هذا حديث حسن صحيح۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو تم میں سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہوں" اور رسول اللہ ﷺ بداخلاقی کے کام اور کلام کرنے والے نہیں تھے اور نہ آپ قصداً و تکلفاً بداخلاقی کرتے تھے......... یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فاحشا و لا متفحشا: فاحش: وہ آدمی جس کے افعال واقوال میں عادتی طور پر بدخلقی اور بے حیائی موجود ہو۔ اور بلا تکلف اس سے قبیح افعال واقوال صادر ہوتے ہوں۔ اور متفحش وہ ہوتا ہے جس کی عادت تو بدخلقی اور بے حیائی کرنے کی نہ ہو لیکن قصداً اور تکلفاً بدخلقی کرتا ہو۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہر قسم کی بدخلقی سے پاک تھے۔

باب ما جاء في اللعنة

لعنت کا بیان

حدثنا محمد بن المثنى ثنا عبدالرحمان بن مهدى ثنا هشام عن قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله ﷺ: لا تلاعنوا بلعنة الله ولا بغضبه ولا بالنار، وفي الباب عن ابن عباس وأبي هريرة وابن عمر وعمران بن حصين ۔ هذا حديث حسن صحيح۔

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کی لعنت کی بددعا نہ کرو اور نہ اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ اور نہ آگ کے ساتھ۔......... اور اس باب میں حضرت ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی روایات آئی ہیں۔...... یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: ابواب البر والصلة میں تمام معروفات اور نیکیوں کی تحسین اور تمام منکرات اور قبائح کی مذمت ہو رہی ہے۔ ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا بھی ایک منکر اور قبیح فعل ہے۔ اس باب میں لعنت اور اس کے مترادف الفاظ کے ساتھ بددعا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لعن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بُعد (دوری) کو کہا جاتا ہے۔ تو کسی پر لعنت بھیجنے والا گویا یہ بددعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور رکھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی وسیع ہے، تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ مسلمان، کافر، نصرانی اور یہودی سب کو شامل ہے۔ وسعت رحمتي كل شئي۔ (الآیۃ) البتہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت مسلمانوں کے لئے خاص ہے۔ کفار و مشرکین کے لئے نہیں ہے۔ تاہم کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی معین شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بددعا کرے کیونکہ جس طرح مچھلیوں کی زندگی

کے لئے پانی ضروری ہے اور پانی کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتیں اور بَری مخلوقات کی زندگی کے لئے ہوا ضروری ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام مخلوق کے لئے ضروری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کسی پر بند کرنا بڑی شقاوت اور تنگ دلی ہے۔ اور اس مخلوق کے ساتھ ظلم ہے۔ البتہ کسی عام وصف کے ساتھ لعنت بھیجنا جائز ہے۔ مثلاً لعنة الله على الكاذبين، لعنة الله على الكافرين۔

لاتلاعنوا بلعنة الله: تلاعن باب تفاعل ہے اس میں جانبین سے شرکت ہوتی ہے یعنی ایک دوسرے پر لعنت نہ بھیجو۔ تلاعن اس بناء پر کہا گیا ہے کہ ایک آدمی جب دوسرے پر لعنت کہتا ہے تو جواب میں دوسرا آدمی بھی اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ یا اس بناء پر کہا گیا ہے کہ جس پر لعنت بھیجی گئی ہے اگر وہ آدمی اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو خود بخود یہ لعنت کہنے والے پر واپس ہو جاتی ہے تو معنوی لحاظ سے تلاعن اور تشارک موجود ہوا، لیکن در حقیقت مراد اس سے یہ ہے کہ کسی مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نہ بھیجو۔ مثلاً یہ کہو کہ علیک لعنۃ اللہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اس قسم کی بددعا سے منع کرنا مقصود ہے۔

و لابغضبه: اور اللہ تعالیٰ کے غضب کی کسی کو بددعا نہ دو۔ یعنی کسی سے یہ نہ کہو کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

و لابالنار: اور آگ کے ساتھ بھی بددعا نہ دو۔ یعنی ایسا نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے آگ میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں ڈال دے وغیرہ۔

حاصل یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بددعا کرنا ممنوع ہے۔ خواہ صراحۃً لفظ لعنت کے ساتھ ہو یا اس کے ہم معنی دوسرے الفاظ سے ہو۔

حدثنا محمد بن يحيى الازدى البصرى ثنا محمد بن سابق عن اسرائيل عن الأعمش عن ابراهيم عن علقمة عن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ: ليس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش والبذى هذا حديث حسن غريب وقدروى عن عبدالله من غير هذا لوجه۔

ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن، لوگوں کی عیب جوئی کرنا والا، لعنت بھیجنے والا، بے حیائی کرنے والا، بدگوئی کرنے والا نہیں ہوتا۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور یہ حدیث حضرت عبداللہؓ سے اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے بھی روایت کی گئی ہے۔

توضیح وتشریح: ليس المومن بالطعان:

مؤمن طعن کرنے والا نہیں ہوتا۔ طعن دراصل نیزہ مارنے کے معنی میں آتا ہے۔ جس طرح کسی کو نیزہ سے مار کر مجروح کیا جاتا ہے، اسی طرح کسی پر عیب لگانا بھی، اس کی عزت وآبرو کو مجروح کرنا ہے۔ اور اس کے دل کو ایسا زخم لگانا ہے کہ وہ کبھی مندمل نہیں ہوتا۔

جراحات السنان لها التيام ولایلتام ماجرح اللسان

<u>و لا الفاحش و لا البذی:</u> اور مومن بے حیائی کرنے والا اور بدزبان (بے ہودہ گو) نہیں ہوتا۔

<u>فاحش:</u> فحش کام کرنے اور فحش بات کہنے والا۔ قبیح کام کرنے اور قبیح بات کہنے کو فحش کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک یہاں فحش سے ایسی گالی دینا مراد ہے جس کو ذکر کرنے کو قبیح سمجھا جاتا ہے۔ اور بذی فحش فی القول کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی بے ہودہ اور قبیح باتیں کرنے والا۔ مثلاً گالی دینا۔ جھوٹ بولنا' غیر سنجیدہ خرافات بکنا۔

اس اعتبار سے یہ تخصیص بعد التعمیم ہوگا۔ یعنی فحش قبیح فعل اور قبیح بات دونوں کو عام ہے' اور بذاء فحش فی القول کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی مزید تاکید کے لئے فحش فی القول کی مذمت اور برائی کو علیحدہ لفظ کے ساتھ دوبارہ واضح کردیا۔ لہذا تکرار بلا فائدہ نہیں ہے اور اگر فاحش کو فحش فی الفعل کے ساتھ خاص کیا جاوے۔ تو بذاء سے فحش فی القول مراد ہے تو اس صورت میں تکرار نہیں آئے گا۔ حدثنا زيد بن أخذم الطائي البصري ثنا بشر بن عمر ثنا أبان بن يزيد عن قتادة عن أبي العاليه عن ابن عباسؓ' أن رجلاً لعن الريح عند النبي ﷺ فقال: لا تلعن الريح فانها مامورة۔ و انه من لعن شيئاً ليس له باهل رجعت اللعنة عليه۔ هذا حديث حسن غريب لا نعلم أحداً اسنده غير بشر بن عمر...... (ترجمہ) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے سامنے آندھی پر لعنت کہی۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔ ''آندھی پر لعنت مت کہو کیونکہ وہ تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) مامور ہے اور بات یہ ہے کہ جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجے جو اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو یہ لعنت اس (لعنت بھیجنے والے) پر واپس ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے' ہمیں بشر بن عمر کے علاوہ کوئی بھی (محدث) معلوم نہیں جس نے اسے مسند کیا ہو۔

<u>توضیح وتشریح:</u> اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ آندھی وغیرہ کی وجہ سے مثلاً کوئی تکلیف پہنچے تو آندھی پر لعنت نہ کہو کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ لہذا وہ مستحق لعن نہیں ہے۔ اسی طرح ہواؤں' موسموں' گرمی اور سردی وغیرہ سماوی تغیرات وتبدلات کو گالی دینا' یا ان پر لعنت کہنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ بڑا جرم اور گناہ ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلتی ہیں۔

<u>رجعت اللعنة عليه:</u> جب کوئی آدمی کسی ایسی چیز پر لعنت بھیجے جو اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو یہ لعنت واپس اس لعنت کہنے والے پر آپڑتی ہے۔ یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں جس پر لعنت بھیجوں تو وہ ضرور اس پر جا لگے گی' بلکہ جس پر لعنت بھیجی گئی ہے اگر وہ اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو اس کو اپنے کہنے والے کا راستہ معلوم ہے' وہ اسی راستہ پر واپس آکر کہنے والے پر نازل ہوتی ہے' لہذا دوسروں پر لعنت بھیجنے والے کو پہلے اپنی فکر کرنی چاہیے۔